میں وہ سُنی ہوں جمیلِ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ و السلام

اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام پر مستقلاً سلام کا جواز

تحریر

غزالی زماں امام اہلسنت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ

مکتبہ اہل بیتِ اطہار

A/27 شیخ ہندی سٹریٹ (داتا دربار مارکیٹ) لاہور

0321/0313/0300-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

اہلبیتِ اطہار پر مستقلاً سلام کا جواز

امام اہلسنت غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ☆

غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام پر بالاستقلال صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے جواز کو اگرچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے عامہ اہل علم سے نقل کیا ہے۔

كَمَا فِي تَفْسِيرِ رُوحِ الْمَعَانِي (پارہ ۲۲ ص ۸۶) وَ اَمَّا الصَّلٰوةُ عَلٰى غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ قَدْ اِضْطَرَبَتْ فِيهَا اَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ فَقِيلَ تَجُوزُ مُطْلَقًا قَالَ الْقَاضِي عِيَاضُ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ اَهْلِ الْعِلْمِ (انتهى)

لیکن جمہور کے مطابق ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم بالتبع جواز بلا کراہت کے قائل ہیں اور بالاستقلال مکروہ سمجھتے ہیں۔ البتہ صلوٰۃ کے بغیر صرف سلام علیٰ غیر الانبیاء والملائکہ علیہم السلام ہمارے نزدیک بالاستقلال اور بالتبع بلا کراہت جائز ہے۔ فقہاء کرام کے ایک گروہ نے اس مسئلے میں عدم جواز یا کراہت کا جو قول کیا ہے وہ تنہا سلام سے متعلق نہیں بلکہ مجموعہ صلوٰۃ و سلام کے بارے میں ہے جو ہم پر حجت نہیں۔ جو حضرات سلام مذکور کو ناجائز مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ کہتے ہیں ان کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ کسی کتاب میں کوئی ایسی عبادت موجود نہیں جس سے بغیر اختلاف کے علماء اہلسنت یا کم از کم علمائے احناف کے نزدیک سلام مذکور ناجائز، مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ثابت ہوتا ہو۔ نہ یہ جمہور کا مذہب ہے۔ وَمَنِ ادَّعٰى فَعَلَيْهِ الْبَيَان

یقیناً بعض نے عدم جواز اور بعض نے کراہت تنزیہی یا خلاف اولیٰ کا قول کیا ہے مگر ان کے بالمقابل دوسرے علماء کرام نے اس قول کا انکار بھی فرمایا ہے۔ جس کی روشن دلیل ان کے کلام میں سلام مذکور کا ورود ہے۔ كَمَا سَيَاتِي

☆ بانی و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

مانعین حضرات کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) علمائے اہلسنت نے غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے علیہ السلام لکھنے کو بالاتفاق ممنوع قرار دیا ہے۔

(۲) لفظ ''سلام'' ''صلوٰۃ'' کے معنی میں ہے۔ لہٰذا صلوٰۃ کی طرح تنہا سلام بھی ناجائز اور مکروہ ہوگا۔

(۳) رسل و انبیاء علیہم السلام کے لئے صلوٰۃ وسلام کے الفاظ تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں اگر ان کے غیر کے لئے بھی مستقلاً استعمال کئے جائیں تو غیر نبی کی تعظیم، تعظیمِ نبی کی مثل ہو جائے گی۔

(۴) غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے صلوٰۃ وسلام یا تنہا ''سلام'' کے الفاظ استعمال کرنا روافض اور اہل بدعت کا شعار ہے۔ اس لئے یہ استعمال ناجائز ہوگا۔

علی الترتیب چاروں کا جواب حسب ذیل ہے:۔

(۱) بالاتفاق اور علی الاطلاق غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے بالاستقلال تنہا سلام کو آج تک کسی نے ممنوع نہیں کہا اور اگر کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو اس کا تعاقب کیا گیا ہے۔

اس سلام کو ممنوع، ناجائز یا خلاف اولیٰ کہنے والے بعض علماء ہیں جس کو ان کی تحقیق پر اعتماد ہو وہ اس پر عمل کرے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن مجوزین بلاکراہت سے الجھنا ان کے لئے درست نہیں کیونکہ بالمقابل محققین اہلسنت کا ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے جو غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے بالاستقلال لفظ سلام استعمال کرتا ہے پھر یہ کہ مانعین کی مراد سلام علی الاطلاق نہیں بلکہ سلام مقید ہے جس کا فِیْ مَا نَحْنُ فِیْهِ سے کوئی تعلق نہیں۔ كَمَا سَنُبَيِّنُهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ لہٰذا بعض علماء اہلسنت کی وہ عبارات مانعین حضرات کے لئے مفید نہیں۔

(۲) لفظ ''سلام'' کا ''صلوٰۃ'' کے معنی میں ہونا بداہۃً باطل ہے۔ اس لئے کہ دونوں کا مادۂ ترکیب، اشتقاق، وضع و ہیئت اور استعمال بالکل الگ ہے پھر ایک معنی

میں ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

البتہ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام کہا اور اسی قول کے پیش نظر امام الحرمین جوینی نے سلام کو بمعنٰی صلوٰۃ قرار دیا۔ لیکن مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں بزرگ شافعی ہیں۔ لہٰذا یہ قول شوافع کا ہوا جسے بعض احناف نے بھی ذکر کر دیا۔ نیز یہ کہ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام اور بالعکس مطلقاً نہیں کہا بلکہ اس امر میں کہ صلوٰۃ وسلام دونوں ہماری دُعا اور منزل من اللہ ہونے میں ایک دوسرے کے ہم معنی اور مشعر تعظیم ہیں۔

اگرچہ اس معنی کو امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے حق میں مستقلاً لفظ سلام بولنے کے لئے علت منع قرار دیا ہے لیکن اہلسنت وفقہائے احناف کے دیگر محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا۔

اس بیان سے اہل علم حضرات پر یہ امر بھی بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے جس سلام کو بمعنی صلوٰۃ قرار دے کر اس کا استعمال غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے ممنوع قرار دیا ہے وہ ''سلام من اللہ'' ہے اور جو سلام تحیۃ من العباد ہو وہ ان کے نزدیک بمعنی صلوٰۃ نہیں۔ نہ وہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ امام جوینی کے قول ''فَلَا یُقَالُ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ'' جسے روح البیان، روح المعانی، جوہر التوحید اور شامی وغیرہ نے نقل کیا ہے، سے مراد مطلقاً سلام من اللہ ہے، سلام تحیۃ نہیں۔ دیکھئے روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۸۶۔ لہٰذا اگر بطور تحیۃ علی علیہ السلام یا حسین علیہ السلام کہا جائے تو امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے قول پر بھی ممنوع نہ ہوگا۔

یہ صحیح ہے کہ بعض متاخرین کی تصانیف میں سلام مذکور کا ترک متعارف ہے لیکن تفحص کے بعد مقدمین کا مسلک یہی ثابت ہوا کہ وہ بالخصوص اہل بیت اطہار کے حق میں بالاستقلال تنہا لفظ سلام بولتے اور لکھتے رہے۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

(۱) ومتعارف در متقدمین تسلیم بود بر اہل بیت رسول از ذریت وازواج مطہرات

و در کتب قدیمہ از مشائخ اہل سنت و جماعت کتابت آں یافتہ میشود۔ و در متاخرین ترک آں متعارف شدہ است۔ واللہ تعالیٰ اعلم"

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۰۵)

باوجودیکہ شیخ محقق قدس سرہٗ العزیز تصانیف متاخرین میں سلام مذکور کا ترک متعارف فرماتے ہیں مگر بذاتِ خود اپنی تصانیف میں آل پاک مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر بالاستقلال "علیہ السلام" لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

(۲) جذب القلوب صفحہ ۷۸

"در سنہ سابعہ غزوۂ خیبر بود کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام چوں سپر از دست مبارک او او فتاد دروازۂ اورا .... برکند و سپر ساخت۔"

نیز اسی صفحے پر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

(۳) وطلوع کردن آفتاب بعد از غروب بجہت فوت نمازِ عصر از امیر المؤمنین علی سلام اللہ علیہ

اسی جذب القلوب کے صفحہ ۹۴ پر ہے:۔

(۴) واورا استوانِ علی ابن طالب سلام اللہ علیہ نیز گویند

اسی صفحہ پر اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

(۵) درخانۂ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

(۶) بعلی و فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم خطاب میکرد

علاوہ ازیں تفسیر عرائس البیان صفحہ ۵۱۰ پر ہے:۔

(۷) وَعَنْ عَلِیِّ ابْنِ مُوْسَی الرِّضَا عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۷۰۰ پر فرماتے ہیں:۔

(۸) ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ دَالَّۃٌ عَلٰی اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ کَانَا اِبْنَیْ رَسُوْلِ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پھر تفسیر کبیر کی تیسری جلد ۲۲۷ پر لکھتے ہیں:۔

(۹) لَا یَجُوْزُ اِسْنَادُہٗ اِلٰی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامِ

اسی صفحہ پر تیسری سطر میں ہے۔

(۱۰) وَھُوَ اَنَّ الْاَلْیَقَ بِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

یہی امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر کی جلد ہشتم صفحہ ۳۲۲ پر فرماتے ہیں۔

(۱۱) ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ نَزَلَتْ فِیْ حَقِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ

(۱۲) ایضاً سطر سوم فی کتاب البسیط: اِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ حَقِّ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

(۱۳) ایضاً سطر چہارم: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْھِمَا السَّلَامَ مَرِضَا

(۱۴) ایضاً سطر ۲۲: اَخَذَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامِ بِیَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

(۱۵) ایضاً سطر ۲۴: وَلَا یُنْکِرُ دُخُوْلُ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْہِ

(۱۶) ایضاً سطر ۲۸، ۲۹: اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ مُخْتَصَّۃٌ بِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

(۱۷) تفسیر مظہری جلد ہفتم صفحہ ۴۱۲ سطر ۶ پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رَوَاہُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامَ

(۱۸) ایضاً سطر ۷: وَرَوَی الطِّبْرَانِیْ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامَ

(۱۹) تحفہ اثنا عشری

(۲۰) فتاویٰ عزیزی

(۲۱) تفسیر فتح العزیز۔ تینوں کتابوں میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت اطہار کے لئے بکثرت ''علیہ السلام'' استعمال فرمایا ہے۔

(۲۲) اصول الشاشی صفحہ ۲: وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَحْبَابِہٖ

مشتے نمونہ از خروارے چند حوالے نقل کئے گئے۔ جنہیں پڑھ کر ناظرین کرا

بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جلیل القدر علماء متقدمین و متاخرین اور اکابر اہل سنت و فقہائے احناف میں ایسے محققین بکثرت ہوئے جن کے نزدیک اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مستقلاً ''علیہ السلام'' بولنا بلا کراہت جائز ہے۔ بالخصوص اصول شاشی کی عبارت وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَحْبَابِہٖ جو چھ سو سال سے دنیائے اسلام کے حنفی مدارس میں پڑھائی جارہی ہے۔ مسلک مجوزین کی حقانیت کی ایسی روشن دلیل ہے جس سے انصاف پسند حضرات کے لئے تردد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

عبارات منقولہ کو کتابت کی غلطی یا تحریف پر محمول کرنا بالکل ایسا ہوگا جیسے فی زمانہ بعض علماء اہل سنت کی عبارات میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کے اسم گرامی کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' کے جملے کو غلطی یا تحریف پر محمول کر دیا جائے۔

یاد رکھئے! کتابت کی غلطی یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی لفظ بدل جائے یا کہیں تقدیم و تاخیر ہو جائے یا کتابت میں اختصار سے کام لیا جائے جیسے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بجائے آج کل علامت ''ؐ'' یا صلعم لکھ دیتے ہیں۔ یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کہ ایک صحیح اور درست عبارت کو بلاوجہ کتابت کی غلطی یا تحریف قرار دے دیا جائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ کتب معتبرہ کی عبارات سے اعتماد بالکل اٹھ جائے گا ہر شخص اپنے مدعا کے خلاف جو عبارت پائے گا اسی کو غلطی یا تحریف کہہ دے گا۔

الحمد للہ! ہم نے وضاحت کے ساتھ علمائے معتبرین کے کلام میں اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مستقلاً علیہ السلام کہنے کا ثبوت پیش کر دیا۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ السَّامِیَۃُ

(۳) مانعین حضرات کا یہ فرمانا کہ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ مستقلاً انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ان ہی کے ساتھ خاص رہیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو لفظ بھی تعظیم انبیاء علیہم السلام کے لئے استعمال کیا جائے وہ ان کے ساتھ خاص ہو۔ دیکھئے ''سیدنا'' و ''مولانا'' انبیاء علیہم السلام کے لئے

تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین و دیگر بزرگانِ دین کے لئے بھی سیدنا و مولانا بکثرت بولا جاتا ہے۔

ہاں! یہ صحیح ہے کہ عام استعمالات میں بعض الفاظ ایسے بھی ہونے ضروری ہیں جو صرف انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے استعمال کئے جائیں تا کہ ان کی خصوصی عظمت ظاہر ہو تو لفظ ''صلوٰۃ'' اور مجموعہ ''صلوٰۃ و سلام'' کے الفاظ موجود ہیں۔ جو حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں۔ جن کا خاص ہونا ان کی خصوصیت شان کا مظہر ہے۔

(۴) روافض کا شعار صرف ''علیہ السلام'' نہیں بلکہ ''علیہ الصلوٰۃ والسلام'' ہے کیونکہ علیہ اسلام کے ثبوت میں جلیل القدر علماء اہل سنت کی عبارات کثیرہ ہم ابھی نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہ اہل بدعت کا شعار اہل سنت کے لئے اسی وقت مکروہ و ممنوع قرار پائے گا جبکہ وہ کسی امر مذموم میں ہو۔ جیسے نوحہ گری اور سینہ کوبی وغیرہ۔ یا ان کے ساتھ تشبہ کا قصد کیا جائے۔ الحمد للہ! یہاں دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔ علیہ السلام کہنا نہ مذموم ہے نہ کہنے والا تشبہ کا قصد کرتا ہے۔ لہٰذا علتِ منع نہ پائی گئی۔ جب علت ہی نہیں تو حکم کراہت و منع کا مدار کس چیز پر ہوگا؟ دیکھئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اسی مبحث میں قاضی عیاض و دیگر علماء سے یہی اعتراض یعنی علتِ منع نقل کر کے اس کا جواب بعینہٖ وہی دیتے ہیں جو ہم نے دیا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: وَاِنَّمَا اَحْدَثَهُ الرَّافِضَةُ فِیْ بَعْضِ الْاَئِمَّةِ وَالتَّشَبُّهُ بِاَهْلِ الْبِدَعِ مَنْهِیٌّ عَنْهُ فَتَجِبُ مُخَالَفَتُهُمْ اه۔ اَقُوْلُ كَرَاهَةُ التَّشَبُّهِ بِاَهْلِ الْبِدَعِ مُقَرَّرَةٌ عِنْدَنَا اَيْضًا لٰكِنْ لَّا مُطْلَقًا بَلْ فِی الْمَذْمُوْمِ وَفِیْ مَا يُقْصَدُ بِهِ التَّشَبُّهُ بِهِمْ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۵۸)

بالکل یہی عبارت تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۷۹ پر بھی مرقوم ہے دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مانعین حضرات حکم کراہت و منع کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض ائمہ کے لئے (مستقلاً) صلوٰۃ و سلام کہنے کی بدعت روافض نے جاری کی ہے اور اہل بدعت کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے۔ لہٰذا ان کی مخالفت واجب ہے! میں کہوں گا کہ تشبہ باہل البدعۃ کا مکروہ ہونا ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ امر مذموم

میں یا اس وقت جبکہ تشبہ کا قصد کیا جائے۔

شامی اور روح المعانی کی اسی عبارت کا خلاصہ ہم نے اپنے جواب میں عرض کیا تھا جس کی تصدیق ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمالی۔

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ بلا قصدِ تشبہ مجموعۂ صلوٰۃ وسلام کا بھی جواز بلاکراہت ثابت ہوگیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے مجموعہ صلوٰۃ وسلام کا مستقلاً استعمال مسلک جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بغیر قصد تشبہ بھی استعمال کرے گا تب بھی ناجائز ومکروہ قرار پائے گا۔ بخلاف تنہا ''سلام'' کے کہ اسے کثیر محققین اہل سنت نے استعمال کیا ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہوا۔ فافھم وتدبر!۔

پھر یہ حضرات مانعین کرام کو چاہئے کہ اسی تشبہ کی وجہ سے عشرہ محرم میں ذکر شہادت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما، ان کے لئے ایصالِ ثواب وغیرہ امورِ مستحسنہ کو بھی ناجائز وممنوع قرار دیں۔ اس لئے کہ یہ سب کام بقولِ مانعین روافض کا شعار ہیں اور ان کا تشبہ ممنوع ہے۔ نیز حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے مبارک ناموں کے ساتھ لفظ امام لکھنے کو بھی ناجائز کہیں۔ کیونکہ روافض کے مذہب میں امامت کا عقیدہ بھی ضروریات دین سے ہے جب وہ اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے لفظ امام بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد امامت کے وہی معنی ہوتے ہیں جو اہل سنت کے نزدیک نبوت کے معنی ہیں اور غالبًا اسی لئے اسلاف متقدمین کی تصانیف میں حسنین رضی اللہ عنہما یا اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے امام کا لفظ نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا مانعین کرام کو چاہئے کہ وہ علت تشبہ کی بناء پر جس طرح حسنین علیھما السلام کہنے کو مکروہ جانتے ہیں اسی طرح لفظ امام حسن اور امام حسین بولنے کو بھی ناجائز اور مکروہ سمجھیں۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہٗ العزیز کے دیوان شریف حدائق بخشش حصہ دوم کی طرف آیئے جس میں بکثرت اشعار ایسے ہیں جن میں اہل بیت اطہار و دیگر بزرگان دین رضی اللہ عنہم پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بالاستقلال سلام بھیجا

ہے۔ نمونے کے طور پر صرف گیارہ شعر ہدیۂ ناظرین ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفےٰ حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
حسن مجتبےٰ سید الاسخیا راکب دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اس شہید بلا شاہِ گلگوں قبا بیکس دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
بنت صدیق آرامِ جانِ نبی اس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام
شافعی، مالک، احمد، امام حنیف چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
جس کی ممبر ہوئی گردنِ اولیاء اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
شاہِ برکات و برکات پیشینیاں نو بہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
میرے استاد ماں باپ بھائی بہن اہل وولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

اس مقام پر یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز ہوگا کہ یہ اسلام بالتبع ہے بالاستقلال نہیں کیونکہ بالتبع سلام وہ ہوتا ہے جو تابعین کے لئے مستقلاً نہ لایا جائے بلکہ مسلم علیہ متبوع پر تابعین کا عطف کر دیا جائے جیسے سلام اللّٰہ علی نبینا و آلہٖ اجمعین کہ یہاں حضور کی آل پر بالتبع سلام ہے اور اگر تابع کے لئے بھی لفظ سلام ذکر کر دیا جائے تو وہ سلام بالتبع نہ رہے گا اگرچہ ماقبل پر مابعد کا عطف بھی کر دیا جائے جیسے سلام اللّٰہ علی نبینا وسلام اللّٰہ علی آلہ کہ یہاں مابعد کا عطف ماقبل پر ہے لیکن چونکہ آل کے لئے لفظ سلام علیحدہ ذکر کر دیا گیا اس لئے اس اسلام کو بالتبع نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ اسلام بالاستقلال ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اشعار منقولہ بالا میں اہل بیت و دیگر بزرگانِ دین کے لئے مستقلاً لفظ سلام بار بار ذکر کیا گیا ہے لہٰذا یہ سلام قطعاً بالاستقلال ہے۔ اس کو بالتبع کہنا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

حرفِ آخر

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے حق میں علیہ السلام کو خلاف اولیٰ قرار دینے والے حضرات کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ اگر آپ حضرات بعض علماء کے قول پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اہل بیت اطہار کے لئے مستقلاً ''علیہ السلام'' کہہ کر خلافِ اولیٰ کا ارتکاب اپنی پرہیزگاری اور پاک دامنی کے منافی سمجھتے ہیں تو ازراہِ کرم غیر صحابہ علیہم الرضوان کے لئے ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہہ کر بھی ترکِ مستحب کے دھبہ سے اپنے دامنِ تقاء کو داغدار نہ کیجئے۔ اس لئے کہ فقہائے احناف کے نزدیک استحاب ترضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولنے کا مستحب ہونا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ درمختار میں ہے:

(وَيُسْتَحَبُّ التَّرَضِّيْ لِلصَّحَابَةِ) اس کے بعد فرمایا: (وَالتَّرَحُّمُ لِلتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعُبَّادِ وَسَائِرِ الْاَخْيَارِ وَكَذَا يَجُوْزُ عَكْسُهُ) وَهُوَ التَّرَحُّمُ لِلصَّحَابَةِ وَالتَّرَضِّيْ لِلتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ (عَلَى الرَّاجِحِ) ذَكَرَهُ الْقُرْمَانِيُّ وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ الْاَوْلٰى اَنْ يَدْعُوَ لِلصَّحَابَةِ بِالتَّرَضِّيْ وَلِلتَّابِعِيْنَ بِالرَّحْمَةِ وَلِمَنْ بَعْدَهُمْ بِالْمَغْفِرَةِ وَالتَّجَاوُزِ اِنْتَهٰى

(درمختار حاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۹)

''رضی اللہ عنہ صحابہ کے لئے کہنا مستحب ہے آگے چل کر فرمایا کہ تابعین اور ان کے بعد والے علماء و بزرگان دین کے لئے ''رحمتہ اللہ علیہ'' کہنا مستحب ہے ایسے ہی بقول راجح اس کا عکس بھی جائز ہے یعنی صحابہ کے لئے ترحم، اور بعد والوں کے لئے ترضی، یہ قرمانی نے ذکر کیا اور زیلعی نے فرمایا کہ اولیٰ یہ ہے کہ صحابہ کے حق میں دُعا کے لئے ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' اور تابعین کے لئے ''رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' اور ان کے بعد والوں کے لئے مغفرت اور تجاوز کے الفاظ بولے۔

ممکن ہے کہ اس مقام پر جملہ ''وَكَذَا يَجُوْزُ عَكْسُهٗ'' کسی خوش فہمی کا موجب ہو جائے لہٰذا یہ گزارش بے محل نہ ہوگی کہ یہاں ''يَجُوْزُ'' ہے ''يُسْتَحَبُّ'' نہیں جس سے غیر صحابی کے لئے ''اِسْتِحْبَابِ تَرَضِّیْ'' ثابت ہو جائے اور اگر ''يَجُوْزُ'' ہی کا سہارا لے کر غیر صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کہا جائے تو اسی سہارے کو تھام کر کبھی ''ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' ور ''عمر علیہ الرحمۃ''، ''عثمان وعلی علیہما الرحمۃ'' بھی کہا ہوتا۔ جب اس کی ہمت نہ ہوئی تو اس کی جرأت کیسے ہوگئی؟ فَلَا تَغْفُلْ

اس کے بعد علامہ شامی کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔ درمختار کی منقولہ عبارت کے تحت فرماتے ہیں:

(ویستحب الترضی للصحابۃ)

لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يُبَالِغُوْنَ فِيْ طَلَبِ الرِّضٰى مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيَجْتَهِدُوْنَ فِيْ فِعْلِ مَا يُرْضِيْهِ وَيَرْضَوْنَ بِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِبْتِدَاءِ مِنْ جِهَتِهٖ اَشَدَّ الرِّضٰى فَهٰؤُلَاءِ اَحَقُّ بِالرِّضٰى وَغَيْرُهُمْ لَا يَلْحَقُ اَدْنَاهُمْ وَلَوْ اَنْفَقَ مِلْءَ الْاَرْضِ ذَهَبًا زَيْلَعِي

(شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۹)

''صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے اس لئے کہ وہ رضاء الٰہی طلب کرنے میں بہت کوشش کرتے ہیں اور وہ ایسے کاموں سے راضی ہوتے تھے جن کے باعث انہیں ابتداء ہی سے بہترین رضا حاصل ہو جائے۔ لہٰذا ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہنے کے وہی زیادہ حقدار ہیں۔ ان کا غیر اگر پہاڑ بھر سونا بھی خرچ کر دے پھر بھی ان کے ادنیٰ ترین فرد سے نہیں مل سکتا۔ (انتہیٰ)

فقہاء احناف کی ان روشن تصریحات کے باوجود بھی اگر غیر صحابہ کے لئے ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہنے سے آپ کا دامن اتقاء ترکِ مستحب اور خلاف اولیٰ کے ارتکاب سے پاک ہے تو یقین رکھئے کہ اہل بیت رسول ﷺ کے حق میں ''علیہم السلام'' کہنے سے بھی آپ کا پاکیزہ دامنِ معصیت سے داغدار نہ ہوگا۔